مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان "مکالمے" کی ضرورت

[نیروبی کے کیتھولک جریدہ "نیو پیپل" بابت جنوری - فروری ۱۹۹۳ء کی اشاعت میں مدیر نے افریقہ کے حوالے سے مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان "مکالمے" کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ ذیل میں اداریے کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ مدیر]

اسلام اور مسیحیت دونوں کئی صدیوں سے افریقہ میں موجود ہیں۔ دونوں مذہب خدائے واحد کی عبادت اور اس کے احکام کی پیروی کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ مسلمانوں اور مسیحیوں میں کئی قدریں مشترک ہیں۔ خاندانی زندگی، مسجدوں یا چرچوں میں اجتماعی عبادات اور غریبوں کے لیے امداد کی فراہمی چند ایسی قدریں ہیں جن پر مسلمان اور مسیحی دونوں متفق ہیں کہ انہیں ہماری روزمرّہ زندگی کا حصہ ہونا چاہیے۔ مگر اس کے باوجود افریقہ کے چند ملکوں میں مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان کشیدگی پائی جاتی ہے۔ بعض مسیحی فرقے مسلمانوں اور ان کے مذہب یعنی اسلام کا واجبی احترام کرتے ہیں یا سرے سے نہیں کرتے۔ یہ لوگ تمام مسلمانوں کو مسیحی بنانا چاہتے ہیں۔ بعض صورتوں میں مسلمان مسیحیوں پر اپنے شرعی قوانین مسلط کرنا چاہتے ہیں اور مسلم حکومتوں میں مسیحیوں کو ملازمتوں سے الگ تھلگ رکھتے ہیں۔

یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام اور مسیحیت افریقہ میں آئندہ کئی عشروں بلکہ صدیوں تک فعّال رہیں گے۔ افریقہ نہ تو مکمل طور پر مسیحی برّاعظم ہوگا نہ مسلمان ہی۔ مسیحیت، اسلام، روایتی افریقی مذاہب اور دوسرے مذاہب افریقہ میں موجود رہیں گے۔

مسیحیوں اور مسلمانوں کو دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو سمجھنے اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کی کوشش کریں اور افریقہ کی ترقی کے لیے اس طرح باہم تعاون کریں کہ دونوں مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے ایمان پر مؤثر انداز میں عمل کر سکیں، یا پھر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش میں کشیدگی کے ساتھ زندگی گزاریں۔ افہام و تفہیم اور باہمی احترام امن کا باعث ہوگا جب کہ ایک دوسرے پر برتری کی کوششوں کے نتیجے میں کشیدگی اور تصادم جنم لے گا۔

کیتھولک چرچ کی تعلیمات یہ ہیں کہ ہمیں اسلام کا احترام کرنا چاہیے اور یہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے ساتھ کس طرح پُرامن طور پر رہا جا سکتا ہے۔ جولائی ۱۹۹۲ء میں روم میں پوپ نے مسلم - مسیحی

مشترکہ اجلاس سے خطاب میں کہا تھا کہ "میں آپ کے خیالات کو سراہتا ہوں کیونکہ میں مسلمانوں اور مسیحیوں کی جانب سے مل جل کر آج کے مسائل کو سمجھنے کی سنجیدہ کوششوں کی حوصلہ افزائی اور حمایت کرتا ہوں۔ ہم خدا پر، جو ہماری زندگیوں کو اپنی رضا کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے، ایمان رکھنے والوں کی حیثیت سے دنیا کو بہتر بنانے کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں۔ ہم یہ فریضہ مؤثر طور پر اس طرح ادا کر سکتے ہیں کہ مسائل کا محتاط تجزیہ کر کے ہم صورتِ حال سے باخبر ہوں اور ان مسائل پر اپنے اپنے قابلِ احترام مذہب کی روشنی میں گفتگو کریں۔"

مسلمانوں کے ساتھ مؤثر تبادلۂ خیال کے لیے ضروری ہے کہ مسیحیوں کو اپنے عقائد پر پورا عبور ہو اور عقائد کے ساتھ لگاؤ ہو۔ انہیں ہمیشہ سمجھنے کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔ انہیں چاہیے کہ اسلام اور ان مسلمانوں کا احترام کریں جو اپنے دین پر عمل کرتے ہیں۔

جب مسلمان اور مسیحی اکھٹے ہوتے ہیں تو انہیں افریقی اقوام کو درپیش بہت سے سماجی اور معاشی مسائل کے کم کرنے کے لیے راہیں تلاش کرنی چاہییں، نیز ایسے سیاسی، معاشی اور سماجی اداروں کی تشکیل میں مدد دینی چاہیے جو مسلمانوں، مسیحیوں اور تمام دوسرے افریقیوں کو آزادی کے ساتھ خدا کی عبادت کرنے کا موقع فراہم کریں اور سب لوگ امن وامان سے زندگی بسر کر سکیں۔

مشرقِ وسطیٰ

"یروشلم عرب اسلامک - کرسچن کونسل" کا بیان

[۴ اگست ۱۹۹۲ء کو یروشلم (بیت المقدس) میں ایک فلسطینی وفد نے حسبِ ذیل بیان ویٹیکن کے نمائندے کے حوالے کیا تاکہ پوپ جان پال دوم کو پہنچا دیا جائے۔]

"فضیلت مآب نمائندہ ویٹیکن، یروشلم

"یروشلم عرب اسلامک - کرسچن کونسل" اس خبر پر اپنی تشویش سے آپ کو آگاہ کرنا چاہتی ہے کہ اسرائیل اور ویٹیکن کی مشترک کمیٹی قائم ہوئی ہے جسے مستقبل کے باہمی تعلقات پر غور و فکر کرنا ہے۔ یہ لازمی امر ہے کہ کمیٹی ریاست فلسطین کے دارالحکومت یروشلم کی حیثیت کے مسئلے پر بات چیت کرے گی۔

ہماری کونسل مسئلۂ فلسطین اور فلسطین کے عرب عوام (جن میں شہرِ امن یروشلم کے عوام بھی